

## اعتکاف کا مقصد

اعتکاف کا لفظی مفہوم ’العُکُوف علی الشیء‘ ہے، یعنی ایک مقصد کے تحت انتہائی یکسوئی اور انہماک کے ساتھ کسی چیز میں مشغول ہو جانا۔ گویا اعتکاف یہ ہے کہ آدمی خالص ذکر و عبادت کے اہتمام اور تعلق مع اللہ کی تجدید و استحکام کے جذبے کے تحت ایک گوشہٴ مسجد میں اقامت پذیر ہو جائے (لزوم المسجد علی وجہ التعبد)۔ چنانچہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے شخص کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

... هو یعتکف الذنوب، ویُجری له من الحسنات کعامل الحسنات کلّھا.

(ابن ماجہ، رقم ۱۷۸۱)

”اعتکاف کرنے والا آدمی گناہوں سے الگ کنارہ کش ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ البتہ اُس کے لیے بالکل مسجد سے باہر دوسرے نیوکاروں جیسا اجر مسلسل طور پر جاری رہتا ہے۔“

اعتکاف کی اہمیت بتاتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا:

من اعکتف یومًا ابتغاء وجه الله تعالى، جعل الله بينه وبين النار ثلاث خنادق، أبعدُ مما بین الخافِقین. (المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۷۳۲۲)

”جو شخص صرف رضائے الہی کے جذبے کے تحت صدق دل سے ایک دن کا اعتکاف کرے، اللہ تعالیٰ جہنم اور اُس شخص کے درمیان تین خندق قائم فرمادیتا ہے۔ ان میں سے ہر خندق کے درمیان وہی فاصلہ ہے جو اس زمین اور آسمان کے مابین پایا جاتا ہے۔“

## تعلق مع اللہ کی تجدید

گفتگو کے دوران میں راقم نے ایک کالج کے چند طلبہ سے کہا کہ جس طرح آج کل طلبہ آئی ٹی (IT) اور نیٹ (NEET) ٹیسٹ کو ایفائی کرنے کے لیے اُس کی تیاری پر کمر بستہ اور پوری طرح یکسو ہو جاتے ہیں، اُسی طرح ایک مومن گویا ایمان اور تعلق مع اللہ کا یہ ٹیسٹ کو ایفائی کرنے کے لیے اعتکاف کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ اعتکاف کے دوران میں ایک مومن سے یہ مطلوب ہے کہ وہ ذکر و تلاوت، توبہ و انابت، ذکر و دعا، فکر و تدبر، صبر و شکر، تذکیر و دعوت، تعلیم و تعلم، محبت و مواسات اور صدقہ و انفاق کے ذریعے سے اپنا تزکیہ کرے۔ وہ ایک نئے عزم اور نئی ایمانی اور شعوری تیاری کے ساتھ دنیا پرستی اور نفس و شیطان کے فتنوں سے بلند ہو کر زندگی گزارنے لگے۔ اس طرح وہ خدا سے اپنے تعلق کو زندہ کر کے اُس کی یاد میں جینے والا اور اپنے پورے وجود کے ساتھ ہمہ تن اُس کی جانب متوجہ ہو جانے والا انسان بن گیا ہو۔

## اعتکاف اور معتکفین سے متعلق چند نبوی ارشادات

إِنَّ اللَّهَ لَيَنَادِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيُّنَ جِيرَانِي، أَيُّنَ جِيرَانِي؟ قَالَ: فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: رَبَّنَا، وَمَنْ يَنْبَغِي أَنْ يَجَاوِرَكَ؟ فَيَقُولُ: أَيُّنَ عُمَارُ الْمَسَاجِدِ؟

(سلسلة الاحاديث الصحيحه، رقم ۵۵۴)

”سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اعلان کریں گے کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے پوچھیں گے: اے ہمارے رب، تیرا پڑوسی بننے کا یاد رکھے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مسجدوں کو آباد کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟“

إِنَّ لِلْمَسَاجِدِ أَوْتَادًا. الْمَلَائِكَةُ جُلُوسًا وَهُمْ. إِنْ غَابُوا، يَفْتَقِدُونَهُمْ؛ وَإِنْ مَرَضُوا، عَادُوهُمْ؛ وَإِنْ كَانُوا فِي حَاجَةٍ، أَعَانُوهُمْ. وَقَالَ: جَلِيسُ الْمَسْجِدِ عَلَى ثَلَاثِ خَصَالٍ: أَخٍ مُسْتَفَادٍ، أَوْ كَلِمَةٍ مُحْكَمَةٍ، أَوْ رَحْمَةٍ مُنْتَظَرَةٍ.

(مسند احمد، رقم ۹۴۲۵۔ سلسلة الاحاديث الصحيحه، رقم ۵۵۵)

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ مسجدوں میں



معتکف بعض افراد ایسے ہیں کہ فرشتے اُن کے ہم نشین ہوا کرتے ہیں۔ اگر وہ موجود نہ ہوں تو فرشتے اُنھیں تلاش کرتے ہیں۔ اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو فرشتے اُن کی عیادت کرتے ہیں اور اگر اُنھیں کوئی ضرورت پیش آجائے تو فرشتے اُن کا تعاون کرتے ہیں۔ مسجد میں بیٹھنے والا آدمی کوئی ایک فائدہ ضرور حاصل کرتا ہے: یا وہ کسی سے استفادہ کرتا یا کوئی حکیمانہ بات کہتا یا (ذکر و دعا اور فکر و تدبر میں مشغول ہو کر) رحمتِ الہی کا منتظر رہتا ہے۔“

أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ سُرُورٌ يَدْخُلُهُ عَلَى مُسْلِمٍ؛ أَوْ يَكْشِفُ عَنْهُ كَرْبَةً؛ أَوْ يَقْضِي عَنْهُ دَيْنًا؛ أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوعًا. وَلَأنَّ أَمْرِي مَعَ أَخٍ فِي حَاجَةٍ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ (يعني مسجد المدينة) شَهْرًا. وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ، سَتَرَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ. وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهُ، وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمِضِيَهُ، أَمْضَاهُ؛ مَلَأَ اللَّهُ قَلْبَهُ رَجَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَمَنْ مَشَى مَعَ أَخِيهِ فِي حَاجَةٍ حَتَّى تَنْتَهِيَ لَهُ، أَثْبَتَ اللَّهُ قَدَمَهُ يَوْمَ تَزُولُ الْأَقْدَامُ. وَإِنْ سَوَّاهُ خُلِقَ يَفْسُدُ الْعَمَلُ كَمَا يَفْسُدُ الْخَلُّ الْعَسَلُ.

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، رقم ۲۸۸۷)

”سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں: ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول، کون سے لوگ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب اور کون سے اعمال اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں جو دوسرے انسانوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے والے ہوں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جو کام پسند ہیں، وہ یہ ہیں: ایک مسلمان کا اپنے بھائی کو خوش کرنا، اُس کی کوئی تکلیف دور کرنا، اُس کا قرض ادا کرنا، اُسے کھانا کھلانا، (وغیرہ)۔ (یاد رکھو) مجھے کسی آدمی کے ایک کام سے اُس کے ساتھ تعاون کے لیے چلنا میری اِس مسجد (مسجد نبوی) میں ایک ماہ اعتکاف کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (یاد رکھو) جس نے اپنے غصے کو روک لیا، اللہ تعالیٰ اُس کی خطاؤں پر پردہ ڈال دے گا۔ جس آدمی نے اپنے غصے کو نافذ کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود غصے کو پی لیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کے دل کو مایوسی اور خوف کے بجائے رجا اور اطمینان سے بھر دے گا۔ جو شخص اپنے بھائی کے ساتھ اُس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے نکلے، اللہ تعالیٰ اُسے اُس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن (بہت سے لوگوں کے) قدم ڈمگ رہے ہوں گے۔ اور (یاد رکھو) برے اخلاق نیکیوں کو اُسی طرح برباد کر دیتے ہیں جس طرح سرکہ، شہد کو برباد کر دیتا ہے۔“

## ”پارٹ ٹائم اعتکاف“

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ آدمی یا تو پورے دس دن کا اعتکاف کرے یا اگر وہ اس قدر طویل اعتکاف نہیں کر سکتا تو اعتکاف سے بالکل دور اور محروم رہے، مگر ایسا سمجھنا درست نہیں۔ ایک شخص اگر ”پارٹ ٹائم جاب“ (part-time job) کر سکتا ہے، تو اُسے چاہیے کہ وہ حسب گنجائش، جزوقتی اعتکاف کا طریقہ اختیار کرے، یعنی ”پارٹ ٹائم اعتکاف“۔ اس دوران میں آدمی کچھ اوقات کے لیے پوری طرح یکسو ہو کر اللہ سے اپنا تعلق اُستوار کرے۔ مثلاً وہ مختلف نمازوں سے پہلے اور بعد میں تھوڑا وقت نکال کر ذکر و دعا اور تلاوت و تدبر کے لیے اپنے آپ کو یکسو کرے۔

## خلوت نشینی

اعتکاف دراصل تنہائی اختیار کرنے اور خلوت نشینی ہو جانے کا نام ہے۔ خلوت نشینی کا یہ طریقہ تمام معاصی و انتشار (distraction) سے بچنے اور یکسوئی کے ساتھ ذکر و عبادت اور فکر و تدبر کے لیے انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ سیدنا عمر اسی بنا پر فرمایا کرتے تھے:

خُذُوا بِحَظِّكُمْ مِنَ الْعُزَلَةِ. (التمہید، ابن عبد البر ۱/۴۳۶۔ الزہد، ابن ابی عاصم ۴۸)

”تنہائی اور خلوت نشینی کے مواقع سے اپنا حصہ ضرور لیا کر لو۔“

## خلاصہ کلام

اعتکاف کا مقصد تعلق مع اللہ کی تجدید اور خدا کے ساتھ جینے کی تربیت حاصل کرنا ہے، یعنی اعتکاف کے دوران میں مبتل الی اللہ (المزل ۳: ۸) کے اس خصوصی ماحول میں خدا اور اُس کی کتاب کے ساتھ زندگی گزارنے کی مشق۔ مبتل الی اللہ کا مطلب ہے: اللہ کے سوا ہر دوسری چیز سے کٹ کر صرف اور صرف اللہ سے لو لگانا اور ان قیمتی لمحات کو اُسی کی یاد میں بسر کرنا۔

اعتکاف کا مقصد یہ ہے کہ ایک شخص اس طرح اپنی تربیت کرے کہ وہ خدا کے ساتھ جینا سیکھ لے۔ اُس کے صبح و شام یاد الہی میں بسر ہونے لگیں۔ وہ تقویٰ و حسن اخلاق کا نمونہ ہو اور ایمان و اخلاق کے تقاضوں کے ساتھ زندگی گزارنے والا بن سکے۔ مسجد کا ”جسمانی اعتکاف“ اُس کے لیے مسجد سے باہر کی دنیا کے اس ”ذہنی اعتکاف“ (intellectual seclusion) کا ذریعہ بن گیا ہو کہ دنیا کے مادی ہنگاموں کے درمیان کسی بھی لمحہ وہ خدا



سے غافل نہ رہے:

گو میں رہا، رہین ستم ہائے روزگار  
لیکن ترے خیال سے، غافل نہیں رہا!

ذکر و اعتکاف کے اس ربانی ماحول اور ان تربیتی درس گاہوں کے فیض یافتہ یہی وہ اہل ایمان ہیں جن کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ  
عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَاقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَا  
الزَّكَاةَ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ  
الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ. (النور ۲۴: ۳۷)

”یہی وہ مرد مومن ہیں، جن کے اندر تجارت اور  
خرید و فروخت (کے ہنگامے) اللہ کی یاد، اہتمام  
صلوٰۃ اور ایٹامے زکوٰۃ سے غفلت پیدا نہیں  
کرتے۔ یہ لوگ اُس دن سے خائف ہو کر زندگی  
گزارتے ہیں جس (کی ہول ناکی) کے سبب دل  
الٹ جائیں اور دیدے پتھر اکر رہ جائیں گے۔“

[۱۰/مارچ ۲۰۲۳ء]

